عورت اسلام سے پہلے

عورت بحیثیت بیوہ!

سطور بالا میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قبل اسلام بیوہ عورتوں کے ساتھ کیا وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ بیوہ عورت کو اسلام نے کس حیثیت سے دیکھا اس کو کیا مقام و مرتبہ بخشا اس کو کیسی سرفرازی اور سربلندی سے نوازا، اس کی امداد و اعانت اور اس کے ساتھ حسن سلوک پر کتنے بڑے اجر کا مستحق بتایا۔ فرمان رسالت ہے (ترجمہ) بیواؤں اور مسکینوں کے سلسلے میں کوشش کرنے والے (یعنی ان کی نگہداشت رکھنے والے) کا ثواب اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والی کی طرح ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا یہ بھی خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والے شخص کا ثواب راتوں کو بلا ناغہ قیام کرنے والے اور بلا ناغہ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۴۲۲)

عملی طور پر بھی شارع اسلام نے بیوہ کی بیوگی کو دور کر کے اس کو سہاگن بنایا اس کی بے بسی کو ختم کر کے ام المومنین جیسے خطاب عالی کا مصداق ٹھہرایا۔ باجودیکہ رسول کریم انتہائی حسین و جمیل تھے آپ جیسا کوئی حسین و جمیل پیدا ہی نہیں ہوا۔ بڑے گھرانے کے چشم و چراغ تھے اعلیٰ خاندان سے تعلق تھا چاہتے تو عرب کی اعلیٰ سے اعلیٰ دوشیزہ پری پیکر کو شادی کے لئے منتخب فرما لیتے اور نہ جانے کتنے لوگوں نے پیشکش بھی کی تھی آپ کے ایک اشارۂ ابرو کی دیر تھی آپ فرماتے تو عرب کی سب سے حسین و جمیل لڑکی سے آپ کا عقد ہو جاتا لیکن اس ماحول میں بھی آپ نے ایک ایسی چالیس سالہ بیوہ کو زوجیت کے لئے منتخب کیا کہ جو آپ سے قبل دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھی آپ نے بگڑے ہوئے معاشرہ کو مزاج دیا کہ بیوہ قابل لعنت نہیں بلکہ قابل رحمت و الفت ہے۔ اس کو شوہر کی چتا کے ساتھ جلایا نہ جائے بلکہ عزت و وقار کے ساتھ اس کو جلایا جائے آپ نے یہ درس دیا کہ عورت حسن و جمال کا نام نہیں بلکہ عورت خدمت انسانیت اور عفت و عصمت کا نام ہے۔ آج کا بگڑا ہوا کوئی انسان سوچ سکتا ہے کہ نبی کریم نے حضرت خدیجہ سے نکاح ان کی بیوگی کو دیکھ کر نہیں بلکہ دولت و شہرت کی بنا پر کیا تھا لیکن میں کہوں گا کہ ذرا چشم سر سے دوسری ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کی تفصیل کا مطالعہ کرے ان کی روداد غم کو پڑھ لے۔ تفصیل میں نہ جا کر صرف ام سلمہ کا ہی واقعہ لے لیجئے کہ ان کے شوہر جناب ابو سلمہ کا انتقال ہوا اور بیوہ ہو گئیں تو فوراً ہی حضرت صدیق اکبر نے دوسری طرف سے حضرت فاروق اعظم نے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم جیسے اجلہ صحابہ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا۔ سوچئے وہی عرب جہاں بیوہ کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

سرکار ہی کی تعلیم کا فیضان تھا کہ ان کے جاں نثار ان کے حکم کی تعمیل کے لئے ایک دوسرے پر جذبہ مسابقت رکھتے ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ جب حضرت ام سلمہ ان حضرات سے نکاح کے لئے رضامند نہ ہوئیں تو بنفس نفیس سرکار نے ان سے نکاح کیا۔ وہ خود اپنا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر ابو سلمہ کے انتقال کے بعد سرکار میرے گھر تشریف لائے اور مجھے صبر و شکر اور یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منه۔ ہم اللہ کے لئے ہیں اور

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسی جانب لوٹنے والے ہیں اللہ اس مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر جانشین عطا فرما۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا پڑھ تو لی لیکن دل میں یہ سوچتی تھی کہ یہ دعا کیسے قبول ہوگی۔ یعنی ابو سلمہ سے بہتر شوہر میرے لئے کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ابو سلمہ سے بہتر جانشین میری نظر میں تھا ہی نہیں بالآخر خدا نے میری دعا کو میرے حق میں اس طرح قبول فرمایا کہ جس کا مجھے وہم وگمان بھی نہ تھا یعنی نبی آخر الزماں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے میں ایک بیوہ سے ام المومنین بن گئی یہ بات یاد رہے کہ پیغمبر اسلام نے اپنی ازدواجی زندگی میں صرف ایک نکاح کے علاوہ بقیہ تمام نکاح شادی شدہ اور بیوہ عورتوں ہی سے کی زمانہ جہالت میں یہ بھی دستور تھا کہ اگر شادی شدہ بچی کا شوہر کسی ناخوش گوار حادثے سے ہلاک ہوجاتا تو اس کے والدین بچی کو دوبارہ اپنے گھر میں رکھنے اور اس کی کفالت کو بوجھ سمجھتے تھے اور اس کو گھر سے دور رکھنے کی ہر چند تدبیر وکوشش کرتے بلکہ بعض پتھر دل والدین اس کو گھر سے نکال کر بے گھر کردیتے تھے۔ شارع اسلام نے اس سے منع فرماتے ہوئے اور ان کی کفالت پر ثواب کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا انا ادلکم علی فضل الصدقة ابنتك مردودة اليك ليس لها كاسب غيرك سرکار نے فرمایا اے میرے صحابہ کیا میں تم کو سب سے بہتر صدقے کے بارے میں نہ بتادوں عرض کیا گیا بتایا جائے تو فرمایا۔ تمہاری وہ طلاق شدہ یا بیوہ لڑکی جس کا تمہارے سوا کوئی دوسرا کفیل نہیں اس پر خرچ کرنا یہی سب سے بہتر صدقہ ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۲۵)

عورت بحیثیت بیوی

مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عزت وخلوت کا درس نہیں دیا۔ یعنی کہ دنیا سے یکسر بے تعلقی کرلی جائے۔ عورتوں سے اجتناب کیا جائے۔ نکاح وشادی سے گریز کیا جائے، اس میں مشغولیت کو دنیاوی مشغولیت قرار دی جائے، بلکہ مذہب شادی کی ترغیب وحکم دے کر عورتوں پر احسان عظیم فرمایا، فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور نواسے پیدا کئے۔ (پارہ ۱۴، سورہ نحل)

دوسری جگہ فرمایا (ترجمہ) وہ تمہارے لئے لباس اور تم ان کے لئے لباس (سورہ بقرہ، پارہ ۲) ان دونوں آیت کریمہ میں قرآن مقدس نے مردوں کو تعلیم دی ہے کہ عورتیں تمہارے لئے غیر مانوس اور قابل نفرت نہیں، بلکہ وہ بھی جنس انسانی کی ایک صنف ہیں، لہذا نکاح کرکے ان کو اپنے ہی ساتھ رکھو، ان کو اپنے سے دور نہ کرو، نیز وہ تمہارے رازہائے سربستہ کی امانت دار ہیں، وہ تمہاری زندگی کے سفر کی شریک کار ہیں، لہذا ان کو اپناؤ، نیز قرآن نے یہ بھی واضح فرمایا کہ نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی اور خواہش نفسیانی نہ ہو، بلکہ اس کا بنیادی مقصد توالد وتناسل اور نسل انسانی کی افزائش ہو، فرمان قرآن ہے (ترجمہ) تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے۔ (سورہ بقرہ، پارہ ۲) اس کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ طلب اولاد کے لئے نکاح کیا جائے، نہ کہ محض تلذذ ومزہ کے لئے۔ اسی لئے متعہ ناجائز ہے کہ اس میں صرف پیاس بجھانا مقصود ہوتا ہے، اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحبت صرف فرج میں ہو، لہذا لواطت یا بغل یا ران میں صحبت کرنا حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ''نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو

روکنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔(مشکوٰۃ، صفحہ ۲۹۷، بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ہے ''حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ سرکار نے عثمان بن مظعون کو بے شادی شدہ رہنے سے منع فرمادیا، اگر سرکار ان کو اعتزال اور علاحدگی نساء کی اجازت دیدیتے جب تو ہم لوگ خصی ہوجاتے۔یعنی کبھی بھی شادی نہ کرتے (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۶۷)

پیغمبر اسلام کا عورتوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ شارع اسلام نے شادی کی ترغیب دی اور اس کو اپنی سنت قرآن دے کر مردوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی، مذہب اسلام اگر مردوں کو شادی کا حکم نہ دیتا تو نہ جانے کتنی عورتیں کنواری بیٹھی رہ جاتیں، یا پھر گناہ میں ملوث ہوتیں، جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہوتا ہے، نیز عورتوں کو گھر کی مالکانہ وخوداختیاری جیسی حیثیت بھی نہ مل پاتی، ساتھ ہی پیغمبر اسلام نیا س کا بھی ازالہ فرمادیا جو کہ بہت سے لوگ سوچتے تھے کہ شادی کرنے سے خرچ بڑھ جائے گا، عورت اور بچوں کا مزید بار برداشت کرنا پڑے گا، فرمایا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ) تین لوگوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔اس شخص کی جو راہ خدا میں جہاد کرے، دوسرے مکاتب غلام کی جو بدلہ کتابت ادا کرنے کی کوشش کرے، تیسرے اس شخص کی جو نکاح کرکے پاکدامنی کی زندگی گزارنا چاہئے۔(مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث میں فرمایا التمسو الرزق فی النکاح نکاح کے ذریعہ رزق تلاش کرو، ذکر کردہ حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نکاح تنگدستی و مفلسی اور عسرت و غربت نہیں، بلکہ نکاح غناو مالداری، خوشحالی، منفعت و برکت کا سبب ہے، نیز مذہب اسلام نے عورتوں کے انتخاب میں اس کے حسن و قبح، غربت و امیری کو معیار نہیں بتایا، بلکہ دینداری اور تقویٰ و پرہیزگاری کو ترجیح واولیت بخشی، فرمان شارع ہے (ترجمہ) عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے، اس کے مال کی بنیاد پر، حسب و نسب کی بنیاد پر، خوبصورتی کی بنیاد پر اور اس کی دینداری کی بنیاد پر تو تم دیندار عورت سے شادی کرو (اس کے خلاف کرنے پر) تمہارے لئے ہلاک ہو، بلکہ طبرانی کی ایک حدیث میں ہے (ترجمہ) حضرت انس کہتے ہیں کہ سرکر نے فرمایا جو کسی عورت سے اس لئے شادی کرے کہ اس کی عزت بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھی ذلیل کردے گا، اور جو کسی عورت سے اس کے مال کی بنیاد پر شادی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی بڑھادے گا، اور جو کسی عورت سے اس کے خاندان کی بنیاد پر شادی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر کو اور گھٹادے گا۔ہاں وہ شخص جو کسی عورت سے اس لئے شادی کرے کہ اس کی نگاہ و شرمگاہ کی حفاظت ہو، اور صلہ رحمی کا جذبہ ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ایک دوسرے سے برکت عطا فرمائے گا، شادی کے بعد بھی شریعت نے مردوں پر عورتوں کے کچھ حقوق متعین فرمائے ہیں۔